جی۔ڈی۔ گوئنکا پبلک اِسکول سرینگر

جماعت: نہم ودہم　　مضمون: اردو　　تاریخ: 31 اگست 2021ء

دبستان دہلی اردو ادب کا اولین اور مخصوص دبستان ہے جو دہلی شہر اور خصوصاً قلعہ معلی کی زبان و ادب کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا معظم تخت نشین ہوا لیکن اس کے بعد معظم کے بیٹے معز الدین نے اپنے بھائی کو شکست دے کر حکومت بنائی۔ معزالدین کے بھتیجے "فرخ سیر" نے سید برادران کی مدد سے حکومت حاصل کی لیکن سید برادران نے فرخ سیر کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔ اس طرح 1707ء سے لے کر 1719ء تک دہلی کی تخت پر کئی بادشاہ تبدیل ہوئے۔ محمد شاہ رنگیلا کی عیاشی کے دور میں نادر شاہ درانی نے دہلی پر حملہ کر دیا اور دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ پھر احمد شاہ ابدالی کے حملے نے مزید کسر بھی پوری کر دی۔ دوسری طرف مرہٹے، جاٹ اور روہیلے آئے دن دہلی پر حملہ آور ہوتے اور قتل عام کرتے اس دور میں کئی بادشاہ بدلے اور مغل سلطنت محدود ہوتے ہوتے صرف دہلی تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اور آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے معزول کر کے رنگوں بھیج دیا۔ یہ تھی دہلی کی مختصر تاریخ جس میں دبستان دہلی کا ادب پروان چڑھا۔ یہ ایک ایسا پر آشوب دور تھا جس میں ہر طرف بد نظمی، انتشار اور پستی کا دور دورہ تھا۔ ملک میں ہر طرف بے چینی تھی۔ اس حالت کی وجہ سے جس قسم کی شاعری پروان چڑھی۔ دبستان دہلی کے چند شعراء کا ذکر درج زیل ہے۔

اہم شعرا

میر تقی میر

میر تقی میر 1723ء فیض آباد میں پیدا ہوئے اور 1810ء لکھنؤ میں انتقال کیا۔ اردو شاعری کے خدائے سخن کہلاتے ہیں۔ پروفیسر مجنوں گورکھپوری نے کہا کہ: اردو شاعری بھی اگر اپنا خدا رکھتی تو وہ میر تقی میر ہوتے۔ میر تقی میر کی شاعری کا اہم بنیادی عنصر غم سب سے نمایاں ہے۔ خود میر نے اپنی شاعری کے بارے میں کہا ہے:

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کے صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

میر کا غم آفاقی نوعیت کا ہے جس میں غم عشق سے لے کر غم دنیا کا احوال موجود ہے۔ انہوں نے جو کچھ محسوس کیا بڑی صداقت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ان کی شاعری اپنے تجربات اور احساسات کا صحیح اور سچا اظہار ہے۔ ان کے اشعار جو بھی پڑھتا ہے اس کے دل میں اتر جاتے ہیں۔

ابتداء ہی میں مر گئے سب یار
عشق کی کون انتہا لایا

میر کی شاعری ہندوستانی اور ایرانی تہذیب کی آمیزش کی بہترین مثال ہے۔ ان کے ہاں فارسی تراکیب کے ساتھ ساتھ ہندوستانی کا ترنم اور موسیقیت بھی ملتی ہے۔

اب تو جاتے ہیں مے کدے سے میر
پھر ملیں گے، اگر خدا لایا

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

درد و غم میر صاحب کی شاعری کا بنیادی موضوع ہے، خود کہتے ہیں:

سرہانے میر کے کوئی نہ بولو

ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

ایک اور غزل میں کہتے ہیں:

جو اس شور سے میر روتا رہے گا

تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا